© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

زکوٰۃ کے چند مسائل

ذیل میں زکوٰۃ کے متعلق چند سوالات کے جو جوابات دیئے گئے ہیں، وہ حرف آخر کی حیثیت بہر حال نہیں رکھتے۔ میں نے اپنے علم و تحقیق کے مطابق کتاب و سنت کی رہنمائی کے تحت جس چیز کو اقرب الی الصواب پایا، اسے پیش کر دیا۔ دراصل زکوٰۃ کے نظام اور اس کے فقہی مسائل پر دورِ حاضر کے معاشی احوال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حضرات علما کو از سرِ نو گہری تحقیق اس نقطۂ نظر سے کرنی چاہیئے کہ اب نظامِ زکوٰۃ کو عملاً پاکستان کی "اسلامی ریاست" میں قائم کرنے کا وقت سر پہ آپہنچا ہے۔ ضرورت ہے کہ اصحابِ فکر و نظر اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور تشنگانِ علومِ دینیہ کو مستفید ہونیکا موقعہ دیں۔

(عبد الغفار حسن)

سوال:- آج سے ایک سال قبل ایک شخص نے بزنس پر ایک ہزار روپیہ سرمایہ لگایا، اور پھر دورانِ سال میں مزید سرمائے کا اضافہ بھی کرتا رہا ہے۔ علاوہ بریں سرمایہ کے ساتھ منافعہ بھی شامل ہوتا رہا ہے۔ گویا اب ختم سال پر مجموعی سرمائے میں ایک سال سے کم کی رقمیں بھی شامل ہیں جن کی مقدار کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔ اب زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟ واضح اصول مطلوب ہے۔

جواب:- دورانِ سال میں کاروباری سرمائے میں شامل ہونے والی رقموں کے بارے میں ائمہ سلف کے مسلک میں جو اجتہادی اختلاف پایا جاتا ہے مختصر دلائل کے ساتھ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) منافعہ کی صورت میں حاصل کی ہوئی رقم اصل مالِ تجارت کے تابع ہوگی، یعنی جب اصل مالِ تجارت پر سال پورا ہوگا اسی وقت منافعہ کی رقوم کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، خواہ ان پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو۔

لیکن دوسرے ذرائع مثلاً ہبہ، میراث وغیرہ سے حاصل شدہ مال یا رقم کی زکوٰۃ اسی وقت لازم ہوگی جب کہ اس پر ایک سال گذر جائے۔ حدیث میں ہے مَنِ استفاد مالاً فلا زکوٰۃ علیہ حتی یحول علیہ الحول، (رواہ الترمذی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: کسی جو مال حاصل کیا ہو اُس پر ایک سال پورا ہو جانے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

معمولی سے جزوی اختلاف کے ساتھ یہی مسلک شوافع، حنابلہ اور مالکیہ نے اختیار کیا ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ صفحہ ۶۱۰)

(۲) دورانِ سال میں اضافہ شدہ رقم خواہ منافع کی صورت میں ہو یا دوسرے ذرائع سے حاصل ہوئی ہو، ہر ایک کی زکوٰۃ اصل مال تجارت کے تابع ہوگی۔

حدیث میں ہے ان فی السنۃ شہرًا تؤدون فیہ زکوٰۃ اموالکم فما حدث بعد ذالک فلا زکوٰۃ فیہ حتی یجیئ راس الشہر (اوجز المسالک شرح موطا ج ۳ ص ۱۵۳ بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: سال میں ایک ایسا مہینہ ہے جس میں تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو پھر اس کے بعد جو مال حاصل ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے تاوقتیکہ وہی مہینہ شروع نہ ہو جائے۔ یہ مسلک حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ بہرحال منافع کے بارے میں ائمہ اربعہ کا مسلک ایک ہی ہے۔

(۳) منافع کی زکوٰۃ سال گذرنے پر واجب ہوگی، اس سے قبل نہیں۔ دلیل میں حدیث مذکور پیش کی جاتی ہے، یہ مسلک حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام لیث نے اختیار کیا ہے۔ کتاب الاموال ابوعبید اس بارے میں راجح مسلک وہ معلوم ہوتا ہے جسے علامہ ابوعبید نے حضرت حسن بصری اور امام ابراہیم نخعی کے مسلک کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

حسنؒ اور ابراہیمؒ کا یہ قول (کہ منافع اور دوسرے ذرائع سے حاصل شدہ مال کی زکوٰۃ اصل مال کی زکوٰۃ کے ساتھ ادا کرنی لازمی ہوگی) تمام حالات کیلئے نہیں ہے بلکہ یہ فتویٰ اُس صورت حال کیلئے ہے جبکہ مال تجارت ملا جلا اور مخلوط ہو یعنی یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کس وقت کتنا اضافہ ہوا ہے۔

مثلاً ایک تاجر تجارت میں مال لگاتا ہے، کچھ عرصہ بعد منافع یا کسی دوسرے ذریعے سے مزید قیمت تجارت میں شامل کر لیتا ہے۔ اب سال گذرنے کے بعد وہ اس بات کا یقینی طور پر تعین نہیں کر سکتا کہ مال مستفاد (دوران سال میں اضافہ شدہ مال یا رقم) کی مقدار کیا ہے اور اسے کاروبار میں شامل کرنے کی تاریخ کونسی تھی، تو ایسی صورت میں پورے مال کی زکوٰۃ ایک ساتھ ہی ادا کرنی ہوگی۔ اس کے علاوہ کوئی صورت ہی نہیں جس کی بنا پر اصل مال کی پوری زکوٰۃ یقینی طور پر ادا ہو سکے، اس لئے احتیاطاً پورے مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن جب تاجر کو یہ علم ہے کہ فلاں فلاں متعین رقم فلاں تاریخ کو حاصل ہوئی ہے اور اس کا حساب الگ محفوظ ہے تو سال گذرنے سے پہلے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، جیسا کہ حدیث حتیٰ یحول علیہ الحول کا تقاضا ہے (اور عقلی طور پر بھی یہ بات ظاہر ہے کہ) ایک حق جو کسی مال پر عائد ہوا ہے وہ بلا وجہ دوسرے مال کی طرف کیسے منتقل ہو سکتا ہے۔ اس باب میں اصل حکم یہی ہے کہ ہر مال سے وہی حق لیا جائے جو شرعاً، اس پر عائد ہو رہا ہے"۔ (الاموال ص۴۱۶)

اس مسلک کے رو سے حدیث ۱ اور حدیث ۲ میں تطبیق (موافقت) بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر مال مستفاد کی مقدار اور اس کے حصول کا وقت متعین ہو تو حدیث ۱ پر عمل کیا جائیگا اور اگر تعین نہ ہو حدیث ۲ (حتیٰ یجیئ ساعی الشهر) پر عمل ہو گا۔

اوپر کی بحث اُس صورتِ حالات سے متعلق ہے جب کہ مالِ مستفاد اور اصل مال تجارت دونوں کی جنس ایک ہی ہو۔ لیکن اگر جنسیں مختلف ہوں، مثلاً تجارت تو بکریوں کی ہو رہی ہے، مگر دورانِ سال میں میراث یا ھبہ وغیرہ کے ذریعہ گھوڑے، اونٹ حاصل ہو گئے تو اس صورت میں ان کی مستقل حیثیت ہو گی، اور اُن کی زکوٰۃ کا حساب از سرِ نو شروع ہو گا۔ خلفاء راشدین اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ج ۲ ص۴۹۶)

سوال ۲: ایک شخص نے ایک فرم میں کئی سال سے ایک ہزار روپیہ لگا رکھا ہے مگر اُس رقم کے خرچ اور منافع کی تفصیلات اُسے معلوم نہیں اور یہ بھی اُس کے علم میں ہے کہ فرم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی۔ اس صورت میں کیا کیا جائے؟ جبکہ فرم نے آج تک حساب و کتاب کی تفصیلات بھی شائع نہیں کیں؟..... اور آیا زکوٰۃ اصل رقم پر ہی ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب ۲: زکوٰۃ اصل رقم پر ادا کی جائے۔ لیکن ساتھ ہی حساب کتاب اور منافع کی تفصیلات جاننے کی بھی کوشش کی جائے۔ منافع کی رقموں کے وصول ہونے پر تمام گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازمی ہو گی۔

سوال ۳: آج سے ایک سال قبل ایک شخص نے دس ہزار روپے کا مال خریدا جس کا کچھ حصہ فروخت ہو چکا ہے اور باقی مال اسی شکل میں موجود ہے۔ اب اس پر زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے، جب کہ موجودہ مال کی صحیح قیمت بھی نہیں لگائی جا سکتی۔ کیونکہ قیمتوں میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

جواب ۳: زکوٰۃ نکالتے وقت بقیہ مال کی قیمت خرید جو بھی بازار میں ہو اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوال ۳: ایک شخص نے ایک سال قبل ایک لاکھ کے سرمایہ سے ایک برف خانہ لگوایا آج ایک سال کے بعد اس میں سے دس ہزار روپیہ کا منافع آیا، اب زکوٰۃ منافع پر ادا کی جائے یا کارخانہ کی مشینری، شاک و دیٹریل وغیرہ پر بھی؟

جواب ۳: حدیث میں ہے، لیس فی الابل العوامل والبقر العوامل صدقة (الاموال ابوعبید ص ۳۷۷)
یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طریقوں سے معمولی فرق کے ساتھ ابوداؤد، دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد الرزاق میں موجود ہے، یعنی وہ اونٹ یا بیل جو رہٹ یا ہل میں جوتے جاتے ہیں یا بار برداری کے کام آتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ سوائے امام مالک کے یہی مسلک ائمہ ثلاثہ تابعین اور اجلہ صحابہ کا ہے۔ امام مالک کے پیش نظر وہ روایات ہیں جن میں جانوروں کی زکوٰۃ لینے کا عام حکم ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اوجز المسالک ج ۳ ص ۲۰۰ اور المغنی ج ۲ ص ۴۹۹

اس روایت سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ آمدنی اور پیداوار کے آلات و وسائل (مشینری وغیرہ) پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

"ہمارے لیڈر" (انگریزی)

از جناب چودھری محمد اکبر صاحب بی اے

قیمت مجلد چار روپے

ملنے کا پتہ

مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی اچھرہ - لاہور

© rasailojaraid.com